بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۲

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم سہ شنبہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۵/۲۰	۴ صلح ۱۳۴۵ ہش ۔ ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ ۔ ۴ جنوری ۱۹۶۶ء	نمبر ۳

اخبار احمدیہ

ربوہ ۳ جنوری ۱۹۶۶ء ۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت بفضلہ تعالےٰ اچھی ہے الحمد للہ ۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

قرآن مجید میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر خصوصیت کے ساتھ درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے

حضور کے کارناموں پر اطلاع پاکر انسان وجد کی حالت میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہہ اٹھتا ہے

"غرض جہاں تک غور کرتے جاؤ یہ پتہ ملے گا کہ کوئی نبی اس مبارک نام کا مستحق نہ تھا یہاں تک کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آ گیا اور وہ ایک خارستان تھا جس میں نبی کریم ؐ نے قدم رکھا اور ظلمت کی انتہا ہو چکی تھی ۔ میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو الگ کیا جاتا اور کل نبی جو اس وقت تک گزر چکے تھے سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کی ہرگز نہ کر سکتے ۔ ان میں وہ دل وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبی ؐ کو ملی تھی ۔ اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذ اللہ سوء ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افترا کرے گا ۔ میں نبیوں کی عزت اور حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں لیکن نبی کریم ؐ کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم ہے اور میرے رگ وریشہ میں ملی ہوئی بات ہے ۔ یہ میرے اختیار میں نہیں کہ اس کو نکال دوں ۔ بد نصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے ۔ ہمارے نبی کریم صلعم نے وہ کام کیا جو نہ الگ الگ اور نہ مل مل کر کسی سے ہو سکتا تھا اور یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ۔

رسول اللہ صلعم کے واقعات پیش آمدہ کی اگر معرفت ہو اور اس بات پر پوری اطلاع ملے کہ اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی اور آپ نے آکر کیا کیا تو انسان وجد میں آکر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہہ اٹھتا ہے ۔ میں سچ سچ کہتا ہوں یہ خیالی اور فرضی بات نہیں ہے ۔ قرآن شریف اور دنیا کی تاریخ اس امر کی پوری شہادت دیتی ہے کہ نبی کریم ؐ نے کیا کیا ۔ ورنہ وہ کیا بات تھی جو آپ کے لئے خصوصاً فرمایا گیا ۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۔ کسی دوسرے نبی کیلئے یہ صدا نہیں آئی ۔ پوری کامیابی پوری تعریف کے ساتھ یہی ایک انسان دنیا میں آیا جو محمد کہلایا ۔ صلی اللہ علیہ وسلم"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم صفحہ ۱۷۴ ۔ ۱۷۵)

درخواست دعا

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

مکرم مولوی محمد اشرف صاحب ناصر مربی سلسلہ کی اہلیہ محترمہ بہت بیمار ہیں ۔ انہوں نے نادار مریضان کے علاج کے لئے ہسپتال کو دو عدد طلائی بالیاں دی ہیں ۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مکرم مولوی صاحب کی اہلیہ محترمہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے التزام سے دعا فرماتے رہیں ۔

مسجد مبارک میں قرآن مجید اور حدیث کا درس

ربوہ ۳ جنوری ۔ یکم رمضان المبارک سے مسجد مبارک میں قرآن مجید کے خصوصی درس کا سلسلہ جاری ہے ۔ آج مورخہ ۱۰ رمضان المبارک کو محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل سورۃ توبہ تک درس مکمل کریں گے ۔ آپ نے ۶ رمضان المبارک سے سورۃ مائدہ سے درس دینا شروع کیا تھا ۔ کل مورخہ ۱۱ رمضان المبارک سے مکرم مولوی ابو المنیر نور الحق صاحب سورۃ یونس سے درس شروع کریں گے ۔ درس روزانہ نماز ظہر کے بعد سے شروع ہو کر نماز عصر تک جاری رہتا ہے ۔ احباب بکثرت شامل ہو کر قرآنی علوم و معارف سے استفادہ کر رہے ہیں ۔ دیگر احباب کو بھی چاہیئے کہ وہ شامل ہو کر مستفیض ہوں ۔

یکم رمضان المبارک سے مکرم مولوی قمر الدین صاحب فاضل شرح "القصیدہ" میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ کا درس دے رہے تھے ۔ آج مورخہ ۱۰ رمضان المبارک سے مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے نماز فجر کے بعد حدیث کا درس شروع کیا ہے ۔ ربوہ کی دوسری مساجد میں بھی حدیث شریف اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درسوں کا سلسلہ جاری ہے ۔

مسعود احمد پرنٹر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ...

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۴؍جنوری ۱۹۶۶ء

نومسلموں کی مایوسی

الفضل کی امروزہ اشاعت میں ایک نومسلم کا مضمون بزیر عنوان "نومسلم مرتد کیوں ہوتے ہیں" ایک دینی ہفت روزہ سے نقل کیا جا رہا ہے۔ مضمون نگار کچھ عرصہ پہلے عیسائیت ترک کرکے اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ ان صاحب کے مضامین عیسائیت کے خلاف بعض جریدوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ جن میں انہوں نے قبولیت اسلام کی وجوہات بیان کی ہیں۔ اور عیسائیت کے خلاف دلائل دیئے ہیں۔ ان وجوہات و دلائل کو پڑھنے سے یہی تاثر ہوتا ہے کہ آپ انشراح قلب سے ایمان لائے ہیں۔ تاہم جیسا کہ خود مضمون متذکرہ بالا سے معلوم ہوتا ہے انہیں قبولیتِ اسلام کے بعد بعض ایسی دقتیں پیش آئی ہیں جو دنیوی کہی جا سکتی ہیں۔ اور جن کا الزام وہ مسلمانوں کے معاشرہ پر دھرتے ہیں۔

اسلام کا سب سے پہلا اصول جس کو مدنظر رکھنا لازمی ہے یہ ہے کہ

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی

یعنی دین کو اختیار کرنے میں کوئی جبر نہیں ہے کیونکہ ہدایت گمراہی سے ممیز کر دی گئی ہے۔

من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر

جس کا دل چاہے ایمان لائے اور جس کا دل چاہے انکار کر دے۔ اس طرح اسلام اپنی قبولیت کے لئے ہر قسم کے جبر کی نفی کھلے کھلے الفاظ میں کرتا ہے۔ اگر کسی کو اسلام میں حق ثابت ہوتا ہے تو اس وقت اس کو اسلام قبول کرنا چاہیئے۔ اور اگر اس کا دل مطمئن نہیں ہے یا نہیں رہا تو اس کو مسلمان ہونے یا رہنے کی کوئی روک ٹوک نہیں ہے

الغرض اسلام قبول کرنے کی پہلی اور آخری شرط اطمینانِ قلب، انشراح اور خلوص ہے۔ ورنہ کوئی شخص محض زبان سے یا کمزور ایمان سے اسلام سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔

ظاہر ہے کہ ایسا ایمان اسی وقت ہو سکتا ہے جب وہ ہر قسم کی دنیوی ملونی سے مبرّا اور سود و زیاں کے خیالات سے بالا ہو۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے شروع ہی سے اس امر کو واضح کر دیا ہے فرماتا ہے۔

ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدًی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب

یعنی یہ کتاب قرآن مجید کوئی شبہ نہیں ہے کہ یہ متقیوں کے لئے ہدایت ہے ان کے لئے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ غیب کا لفظ نہایت وسیع المعنیٰ ہے۔ اس میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہی انسان قرآن کریم سے ہدایت حاصل کر سکتا ہے جس کے پیش نظر رضائے الٰہی کے سوا کچھ نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ جب انسان کے پیش نظر رضائے الٰہی کے سوا کچھ نہ ہو تو اس کا دل ہر قسم کے دنیوی مفاد سے خالی ہوتا ہے۔ ہر دنیوی مفاد اس کی نظروں سے اوجھل ہوتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسی حالت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

"میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"

یہ اقرار اس بیعت کے مضمون میں شامل ہے جو بیعت کے وقت دہرایا جاتا ہے۔

ان حقائق کی روشنی میں اگر غور کیا جائے تو صاحب مضمون نے نومسلموں کے مرتد ہو جانے کے جو وجوہات بیان کئے ہیں ان میں سے بعض دینی نقطۂ نظر سے کوئی حیثیت نہیں رکھتے اور اگر کوئی نومسلم ان مشکلات کی وجہ سے ترکِ اسلام کرکے اپنے پرانے دین میں واپس ہو جاتا ہے تو اسلام کو نہ تو اس کی کوئی پرواہ ہے اور نہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایسا شخص اسلام کا لباس اوڑھ کر دنیا کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ ایسے ارتداد سے کم از کم جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ایسا شخص قبول اسلام میں راسخ العقیدہ نہیں تھا۔ اس نے اسلام کو صرف اسلام کے لئے قبول نہیں کیا تھا بلکہ اس کے دل کی گہرائی میں کچھ دنیوی منفعت پوشیدہ تھی۔ جو وہ اسلام قبول کرکے حاصل کر سکتا تھا مگر نہیں کر سکا۔ اور مایوس ہو کر اب ان حالات میں پھر واپس ہونا چاہتا ہے۔ جن کو اس نے چھوڑا تھا۔ اور جو اب اس کو بہتر معلوم ہوتے ہیں۔

ایسے لوگوں کے لئے یہ نہایت خطرناک مقام ہے انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے دل کو ٹٹولیں اور اگر اس میں کہیں داغ نظر آئے تو اس کا جائزہ لیں اور ہو سکے تو اس داغ کو صاف کرنے کی کوشش کریں۔

اس کے باوجود ہم سمجھتے ہیں کہ اس مضمون سے خود موجودہ مسلمانوں کے لئے بھی بہت بڑا سبق ہے اور وہ یہ ہے جیسا کہ مضمون نگار نے بیان کیا ہے مسلمانوں کا آج کا معاشرہ ایسا صاف ستھرا اسلامی نہیں رہا کہ جس میں داخل ہو کر کوئی نووارد وہ تسکین قلب کر سکے جو حقیقی اسلامی معاشرہ کا طرۂ امتیاز ہونا چاہیئے وہ ایسا نہیں ہے جو ایک نووارد اپنے دل کو کفر و شرک کے تمام خس و خاشاک سے پاک کرکے اس میں داخل ہوتا ہے۔ یہاں وہ سامان پلائے جو اس کے ان جذبات کو تسلی کر سکیں جن جذبات کو لے کر وہ آتا ہے۔ ایک انسان جو کیچڑ سے نکل کر صاف ستھرے ماحول میں قدم رکھنے کا خواہشمند ہے۔ اگر اس کو محسوس ہو کہ یہ نیا ماحول بھی کیچڑ سے بھرا ہوا ہے جیسا کہ وہ چھوڑ کر آیا ہے۔ تو اس کے مایوس ہوتے میں دین کا نہیں بلکہ ان لوگوں کا قصور ہے۔ جو اپنے آپ کو دین کا وارث تو سمجھتے ہیں مگر عملاً طرح طرح کی خرابیوں سے لت پت ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ باوجود اسلامی اصولوں کی ناقابل رشک حقانیت کے اشاعتِ اسلام میں جو سب سے بڑی روک ہے وہ خود وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو دین کا وارث سمجھتے ہیں۔ مگر ان کے اعمال ایسے ہیں۔ جو ویسے ہی کفر و شرک کے کیچڑ سے لت پت ہیں۔ جیسے کہ دوسرے دین۔ علامہ اقبال مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ؎

وہ گلہ جورِ وفا نما جو حرم کو اہل حرم سے ہے

کسی بتکدے میں بیان کروں تو صنم پکاریں ہری ہری

یہاں ایک بہت بڑا سوال پیدا ہوتا ہے کہ آج مسلمانوں کی جو یہ حالت ہے کہ جس سے اسلام گریزاں ہے کیوں ہے؟ آخر کیا وجہ ہے کہ وہ دین جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

الیوم اکملت لکم دینکم

آج اس حالت کو پہنچ گیا ہے کہ مسلمانوں کے اعمال میں اس کا چہرہ دیکھ کر غیر نفور ہو جاتے ہیں۔ دور سے وہ نور کی شعاعیں اٹھتے ہوئے دیکھتے ہیں لیکن جب پاس آتے ہیں تو ان کو چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے بڑے بڑے ادارے موجود ہیں۔ علوم دین کے ماہرین عالم و فاضل ہر طرف چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ وعظ و نصیحت کے بلند بانگ دعاوی کرنے والے ڈھیروں موجود ہیں۔ اسلامی اصولوں پر کتابوں پر کتابیں شائع ہو رہی ہیں۔ مگر ایک دین کے متجسس ایک بھٹکے ہوئے راہی کی راہ نمائی ان سب کے باوجود نہیں ہو سکتی۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ اس سوال کا جواب ہم آئندہ اداریہ میں پیش کریں گے۔

چندہ تحریک جدید جلد از جلد ادا کرنیکے چار فوائد

اوّل:- اس لئے کہ "نیکی میں جتنی جلدی کی جائے اتنا ہی ثواب زیادہ ہوتا ہے۔" (ارشاد المصلح الموعود)

دوم۔ ۲۹ رمضان المبارک کی تقریب اور قارئین الفضل کی دعاؤں سے حصہ ملتا ہے۔

سوم۔ مبلغین کرام بر وقت اخراجات کی رقم حاصل کرکے باحسن طریق تبلیغ اسلام کا کام کر سکتے ہیں۔

چہارم۔ یاددہانیوں اور انسپکٹروں کے سفر خرچ میں بچت واقع ہو کر سلسلہ کو فائدہ پہنچتا ہے۔

مجھے امید ہے ان فوائد کے پیش نظر آپ آج ہی بلکہ ابھی اپنے وعدے نقد ادا کرنے کا انتظام فرمائیں گے۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

جماعتِ احمدیہ کے چوہترویں جلسہ سالانہ کی مختصر روداد

۲۱ دسمبر ۱۹۶۵ء کا پہلا اجلاس

[redacted]

جلسہ سالانہ کے تیسرے اور آخری دن یعنی ۲۱ دسمبر کا پہلا اجلاس پروگرام کے مطابق سوا نو بجے صبح شروع ہوا۔ اس اجلاس میں صدارت کے فرائض محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جج عالمی عدالت ہیگ نے ادا فرمائے۔ اجلاس کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا جو مکرم حافظ بشیر الدین عبید اللہ صاحب سابق مبلغ ماریشس، مشرقی و مغربی افریقہ نے کی۔ آپ نے سورۃ الفتح کے آخری رکوع کی تلاوت کی جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔

صحابہ کرامؓ کے اوصاف کو اپنانے کی ضرورت

تلاوتِ قرآن مجید کے بعد صاحبِ صدر محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے احباب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "تلاوتِ قرآن مجید کے لئے پروگرام میں جو وقت مقرر تھا اس کے پورا ہونے میں ابھی چند منٹ باقی ہیں اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی جو آیات تلاوت کی گئی ہیں ان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی شان بیان کی گئی ہے اور ان کے بعض اوصاف پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اشدّاء علی الکفّار رحماء بینھم یعنی وہ کفار کے خلاف بڑا جوش رکھتے تھے لیکن آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بہت ملاطفت کرنے والے تھے۔ صحابہؓ کی یہ صفت دنیا میں ترقی کرنے کے لئے بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ مسلمانوں میں اس صفت کا جاری و ساری رہنا ضروری ہے۔ چنانچہ صحابہؓ کے زمانہ کے چودہ سو سال بعد گزشتہ ستمبر کی جنگ میں اشدّاء علی الکفّار رحماء بینھم کا نظارہ پھر دیکھنے میں آیا اور اس کے بفضل اللہ تعالیٰ بہت خوشکن نتائج ظاہر ہوئے۔

ایک اور صفت صحابہ کی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ رکوع اور سجدہ کی حالت میں رہتے تھے اور اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی رضا کی جستجو ان کا شعار تھا۔ اسلام کی سربلندی اور امتِ مسلمہ کی ترقی کے لئے افرادِ امّت میں اس صفت کا پایا جانا بھی بہت ضروری ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل اور اس کا احسان ہے کہ آج ہماری جماعت میں یہ نمونہ پایا جاتا ہے۔ آج اگر کوئی غیر مذہب والا یہاں موجود ہو اور دیکھے کہ کس طرح اس جماعت کے افراد رکوع اور سجدہ میں گرے ہوئے ہیں اور اسی حال میں اپنے دن اور اپنی راتیں بسر کر رہے ہیں تو وہ گواہی دے سکتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی یہ صفت ان میں آج بھی زندہ ہے۔ اسلام کے سوا کوئی اور مذہب آج یہ نمونہ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ بے شک آج دنیا میں عیسائی بھی ہیں اور یہودی بھی ہیں لیکن ان کی زندگیوں میں وہ نظارہ نظر نہیں آتا جو تورات اور انجیل وغیرہ میں ان کی زندگیوں کا پیش کیا گیا ہے۔ برخلاف اس کے صحابہؓ کی زندگیوں کا جو نقشہ قرآن مجید میں پیش کیا گیا ہے اس کا نظارہ آج بھی یہاں موجود ہے۔ اور یہ اسلام کے ایک زندہ مذہب ہونے کا بہت بڑا ثبوت ہے۔

جب تک ہم صحابہ کرامؓ کے [illegible] اور ان نشانوں کو اپنی زندگیوں میں قائم رکھیں گے اللہ تعالےٰ کا فضل ہمارے شاملِ حال رہے گا اور ہمارا قدم ترقی کی طرف اٹھتا رہے گا۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم صحابہؓ کے ان اوصاف اور ان نشانوں کو اپنے اندر قائم رکھیں اور نسلاً بعد نسلٍ قائم رکھتے چلے جائیں۔ ایسا جبھی ہو سکتا ہے کہ ہم نہ صرف خود اس رنگ میں رنگین ہوں بلکہ اپنی اولادوں کی تربیت کر کے انہیں بھی اسی رنگ میں رنگین کرتے چلے جائیں۔ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ یہ رنگ آج بھی قائم ہے۔ حالیہ جنگ میں دنیا اس کا نظارہ دیکھ چکی ہے۔ جنگ کی حالت میں بھی جبکہ گولے برس رہے تھے ہمارے لوگوں نے رکوع و سجود کو نہیں چھوڑا۔ چنانچہ محترم خواجہ عبد القیوم صاحب کے صاحبزادے (میجر منیر احمد) محاذ پر عین نماز کی حالت میں شہید ہوئے۔ کہنے کا مدعا یہ ہے کہ صحابہؓ کے جو اوصاف قرآن مجید میں بیان کئے گئے ہیں یہ محض سننے کے لئے نہیں ہیں بلکہ غور کرنے اور عمل کرنے کے لئے ہیں۔

ملّت کا فدائیؓ

محترم چوہدری صاحب موصوف کے ان ارشادات کے بعد مکرم محمد احمد صاحب انور حیدرآبادی ایم۔ اے نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نظم

> بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے
>
> حاصل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے

خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ جب انہوں نے نظم کا آخری شعر

> اِک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
>
> ملّت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

پڑھا تو احباب پر جن کے دل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی جُدائی کے تازہ صدمہ سے پہلے ہی گداز تھے ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور انہوں نے اس حال میں کہ ان کی آنکھیں نمناک تھیں محبت و عقیدت کے بے پناہ جذبہ سے سرشار ہو کر نعرہ ہائے تکبیر بلند کرنے شروع کر دئے اور تمام فضا "اللہ اکبر" کے پُر جوش نعروں سے گونج اٹھی۔

اسلامی عقائد

ازاں بعد محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل سابق مبلغ بلاد عربیہ نے ایک بہت عالمانہ تقریر فرمائی آپ کی تقریر کا موضوع تھا

"اسلامی عقائد"

آپ نے فرمایا آیۂ کریمہ ھو الّذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدّین کلّہ ولو کرہ المشرکون صاف طور پر اس امر پر دال ہے کہ اسلام کے عقائد بھی بہترین ہیں اور اس کے بتائے ہوئے اعمال بھی افضل ترین ہیں گویا اسلام اپنے عقائد کے لحاظ سے بھی کامل ہے اور اپنے اعمالِ صالحہ کے لحاظ سے بھی کامل ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ ہر پہلو سے ادیانِ باطلہ پر غالب رہنے والا دین ہے دنیا کا کوئی مذہب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جب کبھی دوسرے ادیان اسلام کے مقابلہ پر آئیں گے تو یقیناً میدان اسلام کے ہاتھ رہے گا اور دوسرے تمام دین شکست کھائیں گے۔ پھر آیت کے الفاظ لیظھرہ علی الدّین کلّہ میں آخری زمانہ میں غلبۂ اسلام کے حق میں ایک زبردست پیشگوئی بھی کی گئی ہے۔

آپ نے واضح فرمایا کہ آج سے چودہ سو سال پہلے سرزمینِ عرب میں جو عظیم الشان روحانی انقلاب رونما ہوا اور جس پر آج بھی دنیا حیران اور ششدر ہوئے بغیر نہیں رہتی وہ ایک طرف تو نتیجہ تھا ایک فانی فی اللہ کی دعاؤں اور اسکی عدیم النظیر قوتِ قدسیہ کا اور دوسری طرف وہ نتیجہ تھا ان کامل ترین اسلامی عقائد کا جنہیں لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں مبعوث ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صحیح عقائد ایک انقلاب انگیز قوت ہیں ان کے نتیجہ میں انسان کے اندر شجاعت پیدا ہوتی ہے، قربانی و ایثار کا مادہ اُبھرتا ہے اور عمل کی بے پناہ قوت ودیعت ہوتی ہے۔ یہ اسلام کے کامل ترین عقائد ہی تھے جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کے زیرِ اثر قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی کایا پلٹ کر رکھ دی اور انہیں آسمانِ روحانیت کے درخشندہ ستارے بنا دیا اور انہیں جہانبانی کے وصف سے متصف کر دکھایا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء بھی گزرے انہوں نے اسلامی عقائد ہی پیش کئے تھے لیکن وہ اپنے اپنے محدود دائرے میں تھے اور انسانی ارتقاء کی ان منازل کی اقدار کے مطابق تھے جن میں سے انسانیت اُس وقت گزر رہی تھی اس لئے وہ سچائی تو تھی لیکن کامل سچائی نہ تھی۔ کامل سچائی یا کامل اسلامی عقائد صرف حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے اسی لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے ارشاد ہوا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کہ آج میں نے تمام سچائی تمہارے لئے بیان کر دی ہے اب کسی نئی شریعت کا انتظار نہ کرو۔

اسلامی عقائد کی اکملیت اور ان کی انقلاب انگیز تاثیر بیان کرنے کے بعد محترم مولانا صاحب موصوف نے قرآن مجید کی رو سے واضح فرمایا کہ اسلام کے اساسی عقائد پانچ ہیں (۱) ایمان باللہ (۲) ایمان بالملائکہ (۳) ایمان بالکتب (۴) ایمان بالرسل (۵) ایمان بالآخرۃ

ازاں بعد آپ نے ان پانچوں عقائد کی الگ الگ تفصیل بیان کر کے اور ان کی نہایت لطیف ایمان افروز اور روح پرور تشریح کر کے ان عقائد کی اکملیت اور ان کی انقلاب انگیز تاثیر اور انکی وجہ سے رونما ہونے والے عظیم الشان انقلاب کو بہت ہی دلنشین انداز میں واضح کیا۔ یہ وضاحت اتنی دلکش تھی کہ اسلام کی نہایت ہی حسین و جمیل اور دل موہ لینے والی تصویر آنکھوں کے سامنے آ گئی۔

تقریر کے آخر میں آپ نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ قرونِ اولیٰ کے بعد مسلمانوں پر انحطاط اسی لئے آیا کہ انہوں نے ان اسلامی عقائد کو ترک کر دیا کہنے کو تو وہ ان عقائد کو ہی تسلیم کرتے تھے لیکن ان میں انہوں نے ایسے نظریات شامل کر لئے اور انہیں ایسے معانی کا حامل قرار دے لیا جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا۔ چنانچہ اس آخری زمانہ میں جبکہ مسلمانوں کا زوال و اضمحلال اپنی انتہا کو پہنچ گیا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما کر آپ کے ذریعہ صحیح اسلامی عقائد کو از سرِ نو دنیا میں قائم فرمایا ہے چنانچہ ان کی انقلاب انگیز تاثیرات آج پھر دنیا میں ظاہر ہو کر ایک عظیم الشان روحانی انقلاب کی طرح ڈالنے پر منتج ہو رہی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ عقائد صحیحہ کے بغیر کوئی قوم تبلیغ پر آمادہ نہیں ہو سکتی

یہ عقائدِ صحیحہ ہی ہیں جن کے طفیل جماعتِ احمدیہ کو قربانی و ایثار کا مظاہرہ کرنے اور بڑی جرأت اور دلیری کے ساتھ اسلام کو چاردانگِ عالم میں پھیلانے کی غیر معمولی توفیق مل رہی ہے اور اس کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ دُنیا کی کایا پلٹ رہی ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم اسلام کے اصل صحیح عقائد پر ہمیشہ قائم رہیں اور ان کی انقلاب انگیز تاثیر کے ماتحت دنیا میں اسلام کو پھیلاتے چلے جائیں تا اسلام کے ساری دنیا پر غالب آنے کے نتیجہ میں اس دُنیا میں بھی اِسی طرح اللہ تعالےٰ کی حکومت قائم ہوجائے جس طرح کہ وہ آسمانوں میں قائم ہے۔

مارشیس میں تبلیغِ اسلام

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب کی عالمانہ تقریر کے بعد جماعت ہائے احمدیہ مارشیس کے جنرل پریذیڈنٹ مکرم جناب عبدالستار صاحب سوکیہ نے جو امسال جلسہ میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے مارشیس سے ربوہ تشریف لائے ہوئے تھے احباب سے انگریزی میں خطاب فرمایا کہ مارشیس میں تبلیغِ اسلام کے ایمان افروز حالات بیان کئے۔ تقریر کے آغاز میں آپ نے مارشیس کی جملہ جماعت ہائے احمدیہ اور احباب کی طرف سے السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کا ہدیہ پیش کیا جس پر جلسہ گاہ میں بیٹھے ہوئے ہزاروں ہزار احباب نے بلند آواز سے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہا۔ ازاں بعد آپ نے مارشیس میں تبلیغِ اسلام کے آغاز پر روشنی ڈالتے ہوئے خلافتِ ثانیہ کے اوائل میں حضرت حافظ صوفی غلام محمد صاحب رضی اللہ عنہ کے وہاں پہلے مبلّغ کی حیثیت سے پہنچنے اور اسلام کا پیغام پہنچانے کے واقعات کا ذکر کیا پھر حضرت حافظ جمال احمد صاحب مرحوم اور دوسرے مبلّغینِ کرام اور ان کی انتھک تبلیغی مساعی پر روشنی ڈالنے کے بعد بتایا کہ اِن واجب الاحترام بزرگوں نے مارشیس کی سرزمین میں اشاعتِ اسلام کا جو بیج بویا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب ایک تناور درخت بن چکا ہے جس کے ٹھنڈے اور طمانیت بخش سایہ میں ہزاروں افراد روحانی مسرّت کے عالم میں امن وعافیت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ سرسبز وشاداب درخت خدا کے فضل سے پھل پھول رہا ہے اور اس کا سایہ پھیلتا اور بڑھتا جا رہا ہے۔ آپ نے بتایا مارشیس کے احمدیوں کے دلوں میں اسلام کا ایسا ہی درد ہے اور خدمتِ اسلام کا ایسا ہی جذبہ موجزن ہے جیسا کہ آپ کے دلوں میں ہے۔ وہ بھی دُنیا میں اسلام کی سربلندی کے لئے اسی طرح قربانیاں کر رہے ہیں۔ اور اِس راہ میں اپنا سب کچھ حتیٰ کہ جانیں تک قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ وہاں سے فرانسیسی زبان میں ایک پندرہ روزہ اخبار بھی شائع ہوتا ہے سلسلہ کی متعدد کتب کا فرانسیسی میں ترجمہ کرکے انہیں وسیع پیمانے پر شائع کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ احباب نے وقارِ عمل کر کرکے وہاں متعدد مسجدیں تعمیر کی ہیں۔ اب وہاں ہماری چھ مسجدیں ہیں۔ ان میں سے روزہل کی مسجد ایک لاکھ روپے کے مصارف سے تیار ہوئی ہے۔ آپ نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بشارت دی تھی کہ "مَیں تیری تبلیغ کو دُنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا" یہ الہام دنیا کے کونہ کونہ میں اسلام کی اشاعت ہونے اور وہاں نومسلموں کی جماعتیں قائم ہونے کے ذریعہ بڑی شان سے پورا ہو رہا ہے لیکن مارشیس کے تعلق میں یہ الہام ایک اور رنگ میں پورا ہو کر ہمارے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوا ہے اور وہ اِس طرح کہ جب خلافتِ ثانیہ کے اوائل میں بیرونی ممالک میں تبلیغِ اسلام کی داغ بیل پڑی تو احمدی مبلّغین مارشیس بھی پہنچے اور یہاں انہوں نے جس علاقہ میں سب سے پہلے اسلام کا پیغام پہنچایا اس کا نام ہی "دنیا کا کنارا" ہے۔ یہ دراصل ایک نیک فال تھی کہ خلافتِ ثانیہ میں فی الحقیقت اسلام کی تبلیغ دُنیا کے کناروں تک پہنچے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا ہم اپنی آنکھوں سے آج دنیا کے کناروں تک اسلام کی اشاعت ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے مارشیس میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی ترقی اور اس کے غلبہ کے لئے دعا کی تحریک پر اپنی تقریر کو ختم کیا۔

افریقہ میں تبلیغِ اسلام

آخر میں محترم جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر تحریک جدید نے "افریقہ میں تبلیغِ اسلام" کے موضوع پر ایک پُر از معلومات اور ایمان افروز تقریر فرمائی۔ آپ نے امسال اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے مغربی افریقہ کے متعدد ملکوں کا دَورہ کیا تھا۔ اِس دَورہ میں آپ نے جو کچھ دیکھا جو سُنا اور جو محسوس کیا یہ تقریر اسی کے نہایت ایمان افروز کوائف پر مشتمل تھی۔

محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے فرمایا اِن علاقوں میں ہماری تبلیغی جدّوجہد کے آغاز سے بہت قبل عیسائیت چھاچکی تھی عیسائی مشنوں کو وہاں بڑی کامیابی حاصل ہو رہی تھی جگہ جگہ عیسائی گرجے قائم ہوچکے تھے اور سکول اور ہسپتال کھولے جاچکے تھے، لاکھوں افراد نے عیسائیت کے مشرکانہ عقائد کو اختیار کر لیا تھا۔ اِس کامیابی کا نشہ کچھ ایسا تھا کہ عیسائی پادریوں نے یہ دعوے کرنے شروع کر دئے تھے کہ افریقہ کا آئندہ مذہب عیسائیت ہی ہوگا اور اسلام کے لئے اس برِّ اعظم میں کوئی جگہ نہ ہوگی۔ ایسی فضا میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے کام شروع کیا، مبلّغین بھجوائے، لٹریچر کی اشاعت کی جس کے نتیجہ میں آج افریقہ میں اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت پسپا ہو رہی ہے اور اِس بات کا اعتراف خود عیسائی پادری بھی کر رہے ہیں۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے بتایا کہ ان ممالک میں ہمارا سب سے پہلا مشن مارچ ۱۹۲۱ء میں قائم ہوا تھا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر رضؓ فری ٹاؤن (سیرالیون) میں وارد ہوئے۔ اسکے بعد جلد ہی نائیجیریا اور غانا میں بھی ہمارے مشن قائم ہوگئے۔ اِن مشنوں کے قیام کے بعد ۱۹۵۶ء میں لائبیریا میں، ۱۹۶۰ء میں ٹوگولینڈ میں، ۱۹۶۱ء میں آئیوری کوسٹ میں اور ۱۹۶۱ء میں ہی گیمبیا میں مشن کھولے گئے۔ آپ نے فرمایا مغربی افریقہ میں خدا کے فضل سے احمدیت مضبوط بنیادوں پر قائم ہوچکی ہے۔ جماعتوں کے اخلاص کا اندازہ آپ اِس امر سے بخوبی کر سکتے ہیں کہ ان ممالک میں ہمارے مشنوں کا سارا خرچ جو سترہ لاکھ روپے کے قریب ہے مقامی طور پر ہی مہیّا کیا جاتا ہے۔ نیز بیسیوں افریقن احمدی بطور مبلّغ کام کر رہے ہیں اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ربوہ میں رہ کر دینی تعلیم حاصل کرکے واپس گئے ہیں۔ ان ممالک میں ہمارے ۴۶ سکول ہیں جن میں ہزاروں افریقن بچّے تعلیم پا رہے ہیں۔ سکولوں کے علاوہ ہم تین ہسپتال بھی قائم کرچکے ہیں جو اپنی بے لوث خدمت کی وجہ سے افریقنوں میں بہت مقبول ہیں۔

اپنے دورۂ مغربی افریقہ کے تاثرات بیان کرتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے فرمایا مغربی افریقہ کے دَورہ کے بعد میرا یہ تاثر ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ مشنز کے ذریعہ افریقنوں کی عمدہ تربیت ہو رہی ہے اور ایک ایسے معاشرہ کی بنیاد رکھی جارہی ہے جو قرآنی احکام اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنّت کی پیروی کو اپنا فرض سمجھتا ہے۔ لامذہب قبائل اسلام قبول کرکے توحید کے نور سے منوّر ہو رہے ہیں اور جو لوگ نام کے مسلمان تھے وہ عملی طور پر اپنے آپ کو اسلامی رنگ میں رنگین کر رہے ہیں۔ چنانچہ فضول رسوم اور بدعات سے بیزاری، قرآن شریف کے درس و تدریس میں دلچسپی اور پنجوقتہ نمازوں کی پابندی افریقن احمدیوں کا امتیازی نشان سمجھا جاتا ہے۔ اِس امر کا اعتراف ایک متعصب عیسائی پادری مسٹر فشر نے بھی اپنی کتاب "احمدیت" میں کیا ہے۔

ازاں بعد آپ نے نائیجیریا، گھانا، آئیوری کوسٹ اور سیرالیون کے احمدیہ مشنوں اور احمدیہ جماعتوں میں اپنے وسیع دَورہ کے نہایت ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ ان واقعات میں احمدیہ جماعتوں کے جلسوں میں شرکت احمدی احباب کے ایمان و اخلاص، خدمتِ اسلام کی تڑپ، قربانی و ایثار، ان ملکوں کے سربراہان مملکت وزراء اور دیگر عمائدین اور نامور لیڈروں سے ملاقات، احمدیہ مشنوں، سکولوں اور ہسپتالوں کی کارکردگی، پریس کانفرنسوں، ریڈیو اور ٹیلیویژن انٹرویوز ان کے خوشکن نتائج، اشاعتِ اسلام کے موجودہ نظام میں توسیع اور تنظیمی استحکام کے پروگراموں اور مبلّغین کی کانفرنسوں کی نہایت ایمان افروز اور رُوح پرور تفصیلات شامل تھیں جو غلبۂ اسلام کے خدائی وعدوں کے آب و تاب سے پورا ہونے پر دال تھیں۔ ان تفصیلات کو سُنکر احباب پر وجد کی کیفیّت طاری ہوگئی اور فضا بار بار نعرہ ہائے تکبیر اور اسلام زندہ باد کے پُرجوش نعروں سے گونج اٹھتی رہی۔ مغربی افریقہ میں نائیجیریا، گھانا، سیرالیون اور آئیوری کوسٹ کے علاوہ ہمارے مشن لائبیریا اور گیمبیا میں بھی ہیں۔ بیمار ہوجانے کی وجہ سے محترم صاحبزادہ صاحب موصوف ان دو ملکوں کا دَورہ نہ کرسکے تھے تاہم لائبیریا کے مبلّغ انچارج مکرم مولوی مبارک احمد صاحب ساقی نے گھانا میں مبلّغینِ اسلام کی کانفرنس کے موقع پر اپنے مشن کے مفصّل حالات سے آپ کو اطلاع دی اور محترم میر مسعود احمد صاحب مبلغ سکنڈے نیویا جو اِس دَورہ میں آپ کے ہمراہ تھے گیمبیا مِشن کو دیکھ کر آئے اور وہاں کے حالات سے آپ کو آگاہ کیا۔

اپنے اِس نہایت ہی اہم، بابرکت اور تاریخی دَورہ کے ایمان افروز واقعات بیان کرنے اور اِس طرح ایمانوں کو ایک نئی تازگی اور روحوں کو ایک نئی جلاء اور دلوں کو خدمتِ اسلام کے ایک نئے جوش نئے عزم اور نئے ولولہ سے ہمکنار کرنے کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا گزشتہ سالوں میں مجھے دنیا کے مختلف ممالک میں جماعت کے تبلیغی مراکز دیکھنے اور مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی جماعت ہائے احمدیہ کے ایثار پیشہ احباب سے ملنے کا موقعہ ملا ہے۔ ان مراکز کو دیکھنے اور ان جماعتوں سے ملنے کے بعد حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عظیم الشان کارناموں کی عظمت زیادہ نمایاں ہوکر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ اس کا صحیح اندازہ صرف وہی لوگ لگا سکتے ہیں جن کو باہر جانے کا موقع ملا ہو۔ دُنیا کے ہر علاقہ میں مبلّغین بھجوانے کی سکیمیں، زیادہ سے زیادہ اشاعتِ لٹریچر کے پروگرام، لوکل جماعتوں کی تربیت کے انتظامات، اور ان کو تبلیغی کاموں میں شانہ بشانہ شریک کرنے کی مساعی ——— یہ سب ایسی باتیں ہیں جو اپنی پوری شان کے ساتھ آنکھوں کے سامنے آتی ہیں۔ حضرت

المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ چاہتے تھے کہ ساری دنیا میں جلد سے جلد اسلام پھیل جائے ہر جگہ ہمارے مبلغ ہوں اور تبلیغی مراکز قائم ہو جائیں۔ حضورؓ نے انتہائی محدود وسائل اور لاتعداد مشکلات کے باوجود اپنی اس تڑپ کو عملی جامہ پہنا کر بہت قلیل عرصہ میں ایک عظیم الشان روحانی انقلاب برپا کر کے دکھا دیا۔

اپنی یہ ایمان افروز تقریر ختم کرنے سے قبل محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے نہایت درد انگیز لہجہ میں (جس نے سب کے دلوں کو ہلا کر رکھدیا) احباب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اس مرد مجاہدؓ نے تو اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اسی مقصد کے لئے وقف رکھا۔ نہ اپنے آرام کا خیال کیا اور نہ اپنی صحت کا فکر۔ جس وقت حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے اس وقت پاک و ہند سے باہر صرف ایک ملک یعنی انگلستان میں ہمارا مشن قائم ہوا تھا لیکن آج حضورؓ کے وصال کے وقت تک وہ بیج جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے بویا گیا تھا ایک تناور درخت بن چکا ہے جس کی شاخیں مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں پھیلی ہوئی ہیں۔ حضورؓ نے جس فراست اور دور اندیشی سے تبلیغِ اسلام کے کام کو اکنافِ عالم میں جاری فرمایا اور جس اولوالعزمی اور استقلال سے اس کو استحکام بخشا وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ حضورؓ کا یہ کام اشاعتِ اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ پیشگوئیوں کے مطابق اس میدان میں بھی حضورؓ جلد جلد بڑھے اور زمین کے کناروں تک شہرت پائی، شرک اور بت پرستی کے اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوئے اور قوموں نے آپ سے برکت پائی تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھائے گئے وکان امراً مقضیا۔ حضورؓ کی جدائی ہمارے لئے انتہائی المناک حادثہ ہے۔ ہمارا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے۔ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں پھر بھی یہ غم ہلکا نہیں ہوتا۔ اس غم کے ہلکا کرنے کا صرف یہی ایک طریق ہے کہ ہم تبلیغ اسلام کے اس مقدس کام کو کمال مستعدی سے جاری رکھیں۔ جیسے حضورؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں پروان چڑھایا اور اس باغ کو ہمیشہ ترو تازہ رکھنے کی کوشش میں لگے رہیں جس کی حضورؓ نے اپنے پسینہ اور اپنے خون سے آبیاری کی۔

۲۱ر دسمبر کے اجلاس اوّل کا اختتام

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی ایمان افروز تقریر کے بعد مکرم جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جلسہ سالانہ کے انعقاد پر پاکستان کے مختلف حصوں اور بیرونی ممالک سے موصول ہونے والے تاروں کے خلاصے پڑھ کر سناتے جس کے بعد ۲۱ر دسمبر کا اجلاس جو ساڑھے نو بجے شروع ہوا تھا پونے بارہ بجے دوپہر اختتام پذیر ہوا۔

نومسلم مرتد کیوں ہوتے ہیں؟

عبدالرحیم منہاج سابق ڈیوڈ منہاس

نوٹ :- ادارہ کا ہر بات سے متفق ہونا ضروری نہیں ۔ ملاحظہ ہو اداریہ

مجھے مشرف بہ اسلام ہوئے ابھی چند ہی دن ہوئے تھے کہ بہت سے دوستوں نے ضد کی حد تک اصرار شروع کر دیا کہ میں اپنے مسلمان ہونے کی وجہ "میں کیوں مسلمان ہوا" کے زیر عنوان سپرد قرطاس کروں۔ مجھے ایسا ضرور کرنا چاہیئے تھا اور کرنا بھی چاہیئے۔ لیکن میں اس مضمون کو مستقبل قریب یا بعید میں صفحہ قرطاس پر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ سردست زیر نظر مضمون میں ایک ایسی مظلوم حقیقت کو واشگاف الفاظ میں نوک قلم پر لانا چاہتا ہوں کہ جو ان مسلمانوں کی توجہ کا مستحق ہے جو اپنے دل میں اسلام اور مسلمانوں کا درد رکھتے ہیں اور بگڑے ہوئے حالات کی اصلاح چاہتے ہیں۔

ہندو پاکستان میں ایسے بہت سے افراد موجود ہیں۔ "جن میں سے اکثر کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں" کہ جن کی زندگی کے کچھ دن۔ چند ماہ یا پھر زیادہ سے زیادہ سال دو سال اسلام میں گذرے اور یہ لوگ اچانک اپنے سابقہ آبائی مذہب کی طرف لوٹ گئے یعنی مرتد ہو گئے۔ ان مرتدین میں غریب و جاہل لوگ ہی شامل نہیں ہیں بلکہ تعلیم یافتہ اور مالدار افراد بھی شامل ہیں۔

آیئے ہم معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ آخر نومسلم مرتد کیوں ہو جاتے ہیں۔

کسی بھی نئے مذہب کو قبول کرنے کا مطلب ہوتا ہے اپنے سابقہ آبائی عقیدہ کو ناقص اور ناقابل قبول جان کر اس سے بہتر اور قابل قبول عقیدہ کو اپنانا۔ چونکہ عقیدہ کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ اس لئے کسی بھی نومسلم کا صرف عقیدہ ہی نہیں تبدیل ہوتا۔ بلکہ اس کی دنیا ہی بدل جاتی ہے۔ عقیدہ کی تبدیلی کے بعد وہ اپنے آپ کو بالکل ایسا تنہا محسوس کرتا ہے کہ گویا ابھی ابھی پیدا ہوا ہے۔ لیکن قلبی طور پر اسے وہ اطمینان حاصل نہیں ہوتا جس سے کوئی نوزائیدہ معصوم بچہ مالا مال ہوتا ہے۔ قبول اسلام کے فوراً بعد نومسلم کو ایک مشت دو فکریں دامن گیر ہوتی ہیں ایک اپنے سابقہ معاشرہ سے کٹ جانے کے صدمہ پر غلبہ پانے کی اور دوسری اپنے مستقبل کو سنوارنے کی۔ اصولی طور پر مستقبل ماضی کی روشنی میں سنوارا جاتا ہے۔ لیکن ایک نومسلم اس اصول سے قطعی محروم ہو جاتا ہے۔ اگر وہ اس اصول کو اپنانے کی کوشش کرے تو بھی وہ اس سے قاصر رہتا ہے۔ کیونکہ اس کے ماضی حال اور مستقبل میں کوئی تطابق و تسلسل نہیں ہوتا۔ اس کا مستقبل نامعلوم۔ حال پریشان اور ماضی قابل فراموش ہوتا ہے۔

نومسلم کو مستقبل سنوارنے کے لئے ماضی کا فراموش کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے اور ماضی کو فراموش کرنے کے لئے مستقبل کا سنوارنا اور بھی زیادہ ضروری ہوتا ہے۔

یہ دونوں باتیں ایک نومسلم کے لئے اتنی مشکل اور لاینحل ہوتی ہیں کہ کوئی اور شاید ہی اس کا تصور کر سکے۔ نومسلم کا حال نہایت نازک ہوتا ہے وہ بہت ہی حساس اور از حد خوفزدہ اور مایوس ہوتا ہے۔ اس کی تمام تر سوچ بچار اس کے حال ہی کے گرد گھوم کر رہ جاتی ہے عقیدہ کی تبدیلی کے بعد ایک نومسلم کو جو روحانی خوشی ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اُسے مادی پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ یہ اس لئے کہ وہ انسان ہے فرشتہ نہیں۔

قبول اسلام سے قبل نومسلم اپنے سابقہ آبائی مذہب میں روحانی تسکین نہیں پاتا وہ اپنی بساط کے مطابق اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرتا اور بعد ازاں خود کو اسلام کی آغوش میں گرا دیتا ہے۔ اس کے اپنے ہم مذہب اس کے اس رویہ کو برداشت نہ کرتے ہوئے اسکے دشمن بن جاتے ہیں۔ اسکے رشتہ دار۔ بھائی بہن ماں باپ۔ بیوی بچے اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور اسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اس خیال کے تحت اسے دق کرنا شروع کرتے ہیں کہ شاید وہ ان تکالیف کی تاب نہ لا کر اپنے خیال کو ترک کر دے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلی جو ضرب لگائی جاتی ہے۔ وہ ہوتی ہے اس کی معاشی ناکہ بندی۔

اندریں حالات نومسلم کو اپنا گھر بار چھوڑنا پڑتا ہے اور وہ بڑی امیدوں کے ساتھ اپنا سابقہ معاشرہ چھوڑ کر عالم اسلام میں بسنے والے مسلمان بھائیوں کے مابین آتا ہے۔ اس سے کسی کو بھی انکار ممکن نہیں کہ اس وقت وہ از خود اس قابل نہیں ہوتا کہ ان تمام مشکلات و مصائب اذیتوں اور آزمائشوں پہ غلبہ حاصل کر سکے اسے اپنے خاندان کے افراد کو فراموش کرنے کے لئے آپ کی ہمدردی محبت اور دلجوئی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسے راہنمائی اور خوراک کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اسے کسی ایسے رہبر کی ضرورت ہوتی ہے جو اسے روزمرہ کی ضروریات کے مطابق اسلامی تعلیم دے۔ کیونکہ وہ اپنی سابقہ جہالت والی زندگی کے مقابلہ اپنی اسلامی زندگی کو بہتر بنانے کا بہت ہی شائق ہوتا ہے لیکن نومسلم جونہی اسلامی معاشرہ میں قدم رکھتا ہے اسے بہت جلد احساس ہونے لگتا ہے کہ اس نے مسلمانوں کے متعلق غلط سوچا تھا۔ اب اس کی پریشانی اور بڑھ جاتی ہے اور پہلے سے زیادہ مشکلات کا شکار ہو جاتا ہے۔

ایک شخص مسلمان ہوتا ہے تو عام مسلمان وقتی وجذباتی خوشی سے پھولے نہیں سماتے جذباتی نعروں سے مسجد گونج جاتی ہے نومسلم کو ایک نظر دیکھنے اور اس سے ہاتھ ملانے کے لئے لوگ ایک دوسرے پر گرتے ہیں۔ اور پھر واہ واہ کرتے ہوئے زندگی کی دوڑ میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

آپ نومسلم کا ہاتھ پکڑ کر ایک مرتبہ جلدی جلدی اسے ارکان خمسہ سناتے ہیں۔ پھر ایک مرتبہ کلمہ شہادت پڑھا کر اسکے معنی بتلاتے ہیں۔ یا پھر اپنے ایک نئے بھائی کے لئے امداد کی اپیل کرتے ہیں اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کی نظروں سے بچنے کی کوشش میں مسجد سے باہر چلے جاتے ہیں۔

اس وقت نومسلم کی حالت قابل رحم ہوتی ہے۔ اس کے سر پر آسمان گھومنے لگتا ہے۔ زمین باوجود وسیع ہونے کے اسے تنگ محسوس ہوتی ہے۔ اب اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا کہ یا تو وہ پادری صاحب کے پاس جا کر اقرار نامہ کا فارم حاصل کرے اور اتوار کے دن کلیسیا کے شرکاء کے روبرو توبہ کرے اور اپنے سابقہ معاشرہ میں شامل ہو جائے یا پھر مختلف شہروں۔ مسجدوں۔ محلوں اور محفلوں میں اپنے نومسلم ہونے کا واسطہ دے کر بھیک مانگنا شروع کر دے۔ اکثر نومسلم اس مؤخر الذکر طریقہ کو اپنا لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ انہیں احساس ہونے لگتا ہے کہ اس طرح بدعمل اور صرف نام کا مسلمان رہ اور بھوکا مرتے ہوئے جہنم میں جانا ہے۔ تو پھر کیوں نہ مرتد ہو کر کھا پی کر ——— جہنم جایا جائے۔

بس یہی وہ جذبہ ہے جو اسے ایک نہ ایک دن بیت تثلیث کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا دیتا ہے۔ اور جب آپ کو اس کی اطلاع ہوتی ہے تو آپ نفرت وحقارت کے ساتھ تھوک کر تمام نومسلموں کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ یہ نہیں سوچتے کہ جس شخص سے آپ محض اس لئے نفرت کرتے ہیں کہ وہ مرتد ہو گیا ہے۔ ممکن ہے اس کے مرتد ہونے کا باعث بھی آپ ہوں۔ ممکن ہے کہ وہ شخص آپ کی روحانی کمزوری کے باعث ٹھوکر کھا کر اسلام سے منحرف ہو گیا۔ ممکن ہے کہ وہ آپ کے غیر ہمدردانہ سلوک کو دیکھکر لوٹ گیا ہو۔ ممکن ہے کہ وہ آپ میں اسلامی زندگی کا نمونہ معدوم پاکر پھر گیا ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کی بلاوجہ کی تنقید، نکتہ چینی اور الزام تراشی کی تاب نہ لاکر دور ہو گیا ہو مجھے یقین ہے کہ آپ اپنے متعلق یہ کچھ تسلیم کرنا تو درکنار سننا تک گوارا نہیں کرینگے مگر یہ سوالات وہ ہیں جو آج نہیں تو کل آپ سے کیئے جائیں گے اور آپ کو ان کا جواب میدانِ محشر میں دینا ہوگا۔ اسلام ایک علمی مذہب ہے۔ یہاں علم کے ساتھ ساتھ عمل کی اور بھی زیادہ ضرورت ہے۔ نومسلم علمی لحاظ سے بھی اسلام کے معیار پر اترنے کی آرزو رکھتا ہے اور اس کوشش میں رہتا ہے کہ وہ اسلامی طرز عمل کا نمونہ کسی شخصیت میں دیکھ پائے تاکہ وہ اس کی پیروی کر کے ایک باعمل مسلمان بن سکے۔ لیکن دوسری ضروریات کی طرح اپنی اس ضرورت کو پورا نہ ہوتا دیکھکر اسے مایوس ہونا پڑتا ہے اور آخر کار یہی مایوسی اس کے ارتداد کا باعث بن جاتی ہے میں ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں اور پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ سوائے ان لوگوں کے جن کا کردار ابھی تک میرے زیر مطالعہ ہے۔ جتنے لوگوں یعنی مسلمانوں سے ملا ہوں ان میں سے اکثر کے قول وفعل میں تفاوت و تضاد دیکھا ہے۔ میں یہ بات یہاں جملہ معترضہ کے طور پر کہہ رہا ہوں ورنہ اس مضمون کو میں (دنیائے اسلام میں مجھ پر کیا گذری) کے زیر عنوان پوری تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

یہ ایک عام بات ہے کہ ہمارا معاشرہ نومسلم سے توقع رکھتا ہے کہ اسے اسلام کی خاطر تمام مشکلات اور آزمائشوں کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ اسے پابند صوم وصلوٰۃ ہونا چاہیئے۔ اسے تہجد گذار ہونا چاہیئے بات بالکل درست ہے لیکن یہ توقع اس حال میں ہے کہ آپ نے اسے ایک دفعہ کلمہ شہادت پڑھا کر چھوڑ دیا تھا اور اب وہ اس کے الفاظ و معنی بھول چکا ہے اسے وضو کرنا تک نہیں آتا۔ وہ نہیں جانتا کہ کسی ایک نماز کی کتنی رکعتیں ہیں۔ وہ قرآن کریم سے بالکل ناواقف ہے وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک اور صحابہ کرام کے قابل اتباع واقعات سے قطعی بے خبر ہے۔ آپ اسلامی سطح پر اس کے سامنے کوئی ایسی شخصیت نہیں پیش کر سکے جو اس کی عقیدت کا مرکز بنے۔ اس حال میں اسے اپنے معیار پر دیکھنا یا دیکھنے کی کوشش کرنا کس قدر حقیقت سے چشم پوشی کے مترادف ہے۔

آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے بعد جتنے صحابہ کرام اسلام لائے۔ وہ سب کے سب اسلام کے سب سے پہلے بنیادی نومسلم تھے۔ دیکھنا یہ ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نومسلم حضرات یعنی صحابہ کرام کی تربیت کس طرح کی ہ

کیا آپ نے صرف صحابہ کرام کو کلمہ شہادت پڑھا کر چھوڑ دیا تھا کیا آپ نے نعوذ باللہ امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ اختیار کر کے صحابہ کرام پر نکتہ چینی کی تھی اور صرف ان کے غلط اور لائق اصلاح پہلوؤں کی نشاندہی پر ہی اکتفا کیا تھا یا آپ نے سراپا دین کا نمونہ بن کر اپنے کردار سے صحابہ کرام کو سبق دیا تھا اور قرآن کریم نے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی تھی۔ یہ درست اور صحیح ہے کہ آپ نے مادی لحاظ سے صحابہ کرام کو آسودہ حال نہیں کیا۔ لیکن آپ نے صحابہ کرام کی مادی مشکلات کا ازالہ اس طرح کیا کہ ہر دکھ مصیبت کو برداشت کرتے ہوئے صحابہ کرام کے دوش بدوش مٹی اور گارا تک اٹھایا۔

اگر آپ حضرات ایک نومسلم کو اسلامی معیار پر پورا اترا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں تو اس سے پہلے خود کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت میں مدغم کر دیں ورنہ آپ کو کیا حق حاصل ہے کہ آپ ایک نومسلم پر شک کریں اور مرتد کو گالیاں دیں، کیا اسلام یہی سکھاتا ہے کہ کہو کچھ اور کرو کچھ۔

کسی نومسلم کے مرتد ہو جانے کا مسئلہ بیحد سنگین ہے۔ آپ کو میری ان تلخ باتوں پر غور اسی سنگین مسئلے کی اہمیت کے مطابق ہی کرنا چاہیئے نہ کہ ان تلخ باتوں کی تلخی کے باعث آپ اس اہم مسئلے پر غور و فکر ہی نہ کریں۔

(منقول از المنبر لائلپور جلد ۱۰ شمارہ ۳۵ بابت ۳۱ دسمبر ۱۹۶۵ء)

احمدی خواتین کے جلسہ سالانہ کی مختصر روداد

مرتبہ:- محترمہ امۃ المالک صاحبہ راولپنڈی رپورٹر جلسہ سالانہ برائے خواتین

(۳)

تیسرا دن — ۲۱ دسمبر

پہلا اجلاس

یہ اجلاس ٹھیک ۹½ بجے زیر صدارت محترمہ سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ نظم کے بعد محترمہ امۃ الرحمن صاحبہ ایم۔ اے سیالکوٹ کی تقریر بعنوان "خلافت ثانیہ میں احمدی مستورات کی ترقی" کی۔ جس میں آپ نے بتایا حضرت مصلح موعودؓ کے زمانہ میں طبقہ نسواں نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ لجنہ اماء اللہ کا قیام۔ نصرت گرلز سیکنڈری سکول کا اجراء۔ جامعہ نصرت کالج کی بنیاد اور فضل عمر جونیئر ماڈل سکول کا اجراء۔ سب ہی آپ کے عظیم الشان کارناموں کی شہادت دے رہے ہیں

اس تقریر کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سٹیج پر تشریف لائے اور آپ نے بعنوان "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی زندہ نبی ہیں" آپ نے فرمایا کہ زندہ نبی وہی ہو سکتا ہے کہ جس کا لگایا ہوا باغ ہمیشہ ہی تازہ پھل دیتا ہے اور نوع بہ نوع بہار دکھائے۔ یہ تازگی سوائے محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لگائے ہوئے باغ کے اور کسی کو حاصل نہیں۔ یہ شرف صرف اور صرف ہمارے سید و مولیٰ احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ آپ کی اتباع سے ہر زمانے میں ایسے انسان پیدا ہوتے رہے جو شجرۂ ایمان کی آبیاری کرنے والے تھے ——— زندگی حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہے لہذا انسانوں میں سب سے زیادہ زندہ وہی ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کا سب سے زیادہ مقرب ہو اور اسے مقام شفاعت بھی حاصل ہو۔ یہ رتبہ آج تک صرف دلبر محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی ملا ہے کہ ایک طرف تو خدا تعالیٰ کے ساتھ آپ کا تعلق ایسا کامل تھا کہ اس کی صفات کے مظہر بن گئے اور دوسری طرف خدا کی مخلوق کا درد اس حد تک موجزن تھا کہ اسکی خاطر لاکھوں مرتوں کو اپنے اوپر وارد کیا۔ لہذا آپ ساری مخلوق خدا کے لئے مبعوث ہوئے۔ آپ کی تعلیم ہر زمانے کے لئے ہے اسلئے حقیقی معنوں میں زندہ نبی صرف اور صرف آپ ہی ہیں۔ آپ کی تقریر کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی تقریر بذریعہ ٹیپ ریکارڈ سنائی گئی اور [illegible]

اس اجلاس کا اختتام ہوا۔

دوسرا اجلاس

ٹھیک ۲ بجے زیر صدارت بیگم شاہنواز صاحبہ شروع ہوا۔ محترمہ امۃ الوہاب نے تلاوت کی اور محترمہ امۃ المجید صاحبہ نے نظم سنائی۔ اس کے بعد مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل کی تقریر بذریعہ ٹیپ ریکارڈ سنائی گئی۔ موضوع تھا "اسلامی عقائد"

اسکے بعد مکرمہ مسعودہ بیگم صاحبہ کی تقریر ہوئی جس میں آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کے طبقہ نسواں پر احسانات پر نظر کرنے کے بعد خواتین کو حضور کی زریں نصائح پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔

اس کے بعد محترمہ بشریٰ صدیقہ صاحبہ بی اے نے تقریر بعنوان "حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ کے عہد میں جماعت احمدیہ کے استحکام" کی۔ جس میں خلافت کے چار عظیم مقاصد کا ذکر کرنے کے بعد قدرے تفصیل کے ساتھ بتایا کہ حضور ان سب مقاصد سے باحسن عہدہ برآ ہوئے۔

اسکے بعد محترمہ طیبہ درد صاحبہ نے صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ کی نظم جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رض کی یاد میں لکھی تھی خوش الحانی سے پڑھکر سنائی۔

اسکے بعد حضرت سیدہ ام متین صاحبہ کی نہایت اہم اور ضروری تقریر شروع ہوئی۔ جو بذریعہ ٹیپ ریکارڈ سنائی گئی۔ یہ تقریر الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔

حضرت سیدہ موصوفہ کی ساری تقریر نہایت ہی انہماک سے پرنم آنکھوں کے ساتھ سنی گئی۔ آخر میں حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے ازروئے شفقت الوداعی خطاب سے حاضرات کو نوازا۔ خلافت کے ساتھ وابستگی تعلق باللہ اور کثرت کے ساتھ دعاؤں پر زور دیا۔ عورت کے مقام کی اہمیت بیان فرمائی۔ آپ کی تقریر کا مکمل متن الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ اختتام پر آپ نے سال رواں میں بہترین کارکردگی پر لجنہ ربوہ کو اپنے دست مبارک سے انعام دیا۔ اور پھر دعا کرائی۔ جسکے ساتھ ہی ہمارا ۱۹۶۵ء کا جلسہ سالانہ نہایت ہی کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ (الحمد للہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفس کرتی ہے۔

رہوڈیشیا کے وزیر اعظم ایان سمتھ

لندن ——— برطانوی وزیر اعظم مسٹر ہیرلڈ ولسن نے کہا ہے کہ رہوڈیشیا کی غیر قانونی حکومت کے وزیر اعظم مسٹر ایان سمتھ فریبی اور مکار ہیں انہوں نے رہوڈیشیا کے برطانوی گورنر کو فریب دے کر ان سے ملک میں ہنگامی حالات کے اعلان پر دستخط کرالئے۔ بعد ازاں وہ اپنے وعدوں سے منحرف ہو گئے اور غیر قانونی طور پر رہوڈیشیا میں سفید فاموں کی آزاد حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا۔ انھوں نے گزشتہ روز دار العوام کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ جب رہوڈیشیا میں آئینی حکومت بحال ہو جائے گی تو موجودہ غیر قانونی حکومت کے لیڈروں کو اس میں شامل نہیں کیا جائے گا۔

مسٹر ہیرلڈ ولسن نے یقین ظاہر کیا ہے کہ برطانیہ نے رہوڈیشیا پر جو اقتصادی پابندیاں عاید کی ہیں ان کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوں گے۔ ان پابندیوں کے نتیجہ میں بہت جلد ایان سمتھ کی حکومت مفلوج ہو جائے گی اور رہوڈیشیا میں پھر آئینی حکومت بحال ہو جائے گی

. . . . اس آئینی حکومت کے لئے برطانیہ نے جو منصوبہ تیار کیا ہے وہ اس میں باغی حکومت کے کسی وزیر یا دوسرے لیڈروں کو شامل نہیں کیا جائے گا۔ مجوزہ آئینی حکومت کی ترتیب اس عمل میں لائی جائے گی۔ کہ وہ رہوڈیشیا کے رنگ دار اور سفید فام دونوں قسم کے باشندوں کے لئے قابل قبول ہو۔

انہوں نے کہا برطانوی حکومت رہوڈیشیا کی موجودہ غیر قانونی حکومت کے لیڈروں سے کسی قسم کی بات چیت کرنے کو تیار نہیں۔ ایان سمتھ اور ان کے تمام ساتھی دھوکے باز اور ناقابل اعتماد ہیں۔

وزیر اعظم برطانیہ نے اعلان کیا کہ برطانیہ رہوڈیشیا کی غیر قانونی حکومت کے خلاف فوجی طاقت استعمال کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ بلکہ برطانیہ کا موقف یہ ہے کہ رہوڈیشیا کے عوام سیاسی ذرائع سے خود وزیر اعظم سمتھ کو اقتدار سے محروم کریں۔ ایان سمتھ کے خلاف مہم چلانے والوں کو برطانوی حکومت کی حمایت حاصل ہو گی۔ اور انہی کے ہاتھ مضبوط بنانے کے لئے برطانیہ نے رہوڈیشیا پر اقتصادی پابندیاں عاید کی ہیں۔

وزیر اعظم ولسن نے بتایا کہ رہوڈیشیا میں غیر قانونی حکومت کے قیام سے قبل ایان سمتھ نے رہوڈیشیا کے برطانوی گورنر سر ہمفرے کو فریب دیا

انہوں نے گورنر سے ہنگامی حالات کے حکم نامہ پر دستخط کرانے سے قبل یقین دلایا تھا کہ وہ یک طرفہ طور پر آزادی کا اعلان نہیں کریں گے مگر وہ اپنے وعدے پر قائم نہیں رہے اور انہوں نے ہنگامی حالات کے نفاذ کے چند گھنٹے بعد ہی ملک میں سفید فاموں کی غیر قانونی حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا۔ یاد رہے کہ اس سے قبل برطانیہ کے وزیر امور دولت مشترکہ مسٹر باٹملے بھی یہ اعلان کر چکے ہیں۔ مسٹر ایان سمتھ جھوٹے مکار اور فریبی ہیں۔

مسٹر ولسن نے اعلان کیا کہ برطانیہ مسٹر ایان سمتھ کی کسی تجویز پر غور کرنے کو تیار نہیں البتہ وہ رہوڈیشیا کے ایک عام شہری کی طرح اپنی تجویز یا یادداشت کی صورت میں برطانوی گورنر کو پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ گورنر کو کوئی چیز منوانے پر مجبور نہیں کر سکتے۔

دریں اثنا کینیا کے صدر جومو کنیاٹا نے اپنی پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ افریقی ممالک رہوڈیشیا کے سوال پر برطانیہ سے تعلقات منقطع کر کے کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ اگرچہ ۹ افریقی ممالک برطانیہ سے سفارتی تعلقات ختم کرنے کا اعلان کر چکے ہیں لیکن اس سے رہوڈیشیا کا مسئلہ حل ہونے کے امکانات روشن نہیں ہوئے۔ اس کا سب سے بڑا سبب افریقی ملکوں کے باہمی اختلافات ہیں۔ افریقی سربراہوں کو پوری کوشش کرنا چاہیئے کہ رہوڈیشیا کے سوال پر ان کا موقف کردار و عمل ہم آہنگ ہو اس طرح سے وہ برطانیہ یا کسی دوسرے ملک سے اپنا کوئی مطالبہ منوا سکتے ہیں انہوں نے اپیل کی ہے کہ ۱۹ر جنوری کو افریقی سربراہوں کی جو کانفرنس ہو رہی ہے اسے کامیاب بنایا جائے۔ اور افریقی ملکوں میں اس وقت جو اختلافات موجود ہیں انہیں دور کرنے کی پورے خلوص سے کوشش کی جائے

—٭—

اعلانِ نکاح

مورخہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۶۵ء کو میری لڑکی عزیزہ امینہ مبارکہ خانم کا نکاح بعوض مبلغ دو ہزار روپیہ عزیزم چوہدری عبد الحمید صاحب بھٹی ایم اے ساکن ۱۸-آر-بی بھڈو ضلع شیخوپورہ کے ساتھ مکرم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری نے مسجد مبارک ربوہ میں پڑھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ اور درویشان قادیان کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے مبارک کرے اور بابرکت فرمائے۔ اور انجام کے لحاظ سے بہتر فرما دے۔

(نقط والسلام خاکسار محمد یعقوب خان انسپکٹر مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

ایران بہت جلد خلائی دور میں داخل ہو جائے گا

مصنوعی سیارہ چھوڑنے کی تیاریاں مکمل ہو گئیں (امیر عباس ہویدا)

تہران ——— ایران کے وزیر اعظم امیر عباس ہویدا نے بتایا ہے کہ ایرانی سائنسدان خلائی تحقیقات کے کام میں پورے انہماک اور کامیابی سے مصروف ہیں اور ایران بہت جلد خلائی دور میں داخل ہو جائے گا ہمارے ماہرین مصنوعی سیارہ خلاء میں بھیجنے کی تیاریاں مکمل کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ابتدائی کام مکمل ہو چکا ہے اور مستقبل قریب میں ایران کا مصنوعی سیارہ خلاء میں پہنچ جائے گا۔ وہ گزشتہ روز ایران کی برسر اقتدار سیاسی جماعت حزب ایران نوین کے تیسرے سالانہ کنونشن سے خطاب کر رہے تھے۔

امیر عباس ہویدا نے کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے تلقین کی کہ ایرانیوں کو انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کام جاری رکھنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ آج کی دنیا ایسے دور میں ہے جہاں ترقی و تعمیر کی راہیں ہر روز وسیع سے وسیع تر ہوتی جا رہی ہیں اور انسانی ارتقاء ایک اہم نوعیت اختیار کر گیا ہے۔ ہمیں زمانے کے ساتھ چلنا چاہیئے تاکہ ہمارا ملک پس ماندہ نہ رہے اور ایرانی قوم کا حال اس کے شاندار ماضی سے ہم آہنگ رہے

ایرانی وزیر اعظم نے ملک کی خارجہ پالیسی پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ایران خود مختار ملک ہے اور اس کی خارجہ پالیسی کسی بلاک یا ملک کے مفادات کو تقویت پہنچانے یا انہیں نقصان پہنچانے کے اصول پر استوار نہیں ہے۔ ہم تمام ملکوں بالخصوص اسلامی ملکوں سے دوستانہ تعلقات استوار کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری خارجہ پالیسی کی یہی بنیاد ہے ایران خود مختار اور آزاد خارجہ پالیسی کا حامی ہے وہ کسی ملک کی آزادی اور خود مختاری میں دخل نہیں دیتا اور نہ ہی وہ دوسرے ملکوں کو ایران کے داخلی معاملات میں مداخلت کی اجازت دے سکتا ہے انہوں نے انکشاف کیا کہ شہنشاہ ایران اسلامی اتحاد کے لئے کوشاں ہیں اسی لئے انھوں نے اسلامی ملکوں کے سربراہوں کی کانفرنس میں شرکت

ھاضمون!

پیٹ کی تمام بیماریوں کے لئے

اکسیر اعظم ہے مثلاً پیٹ درد بدہضمی اپھارہ کھٹے ڈکار ہیضہ۔ مروڑ۔ دست۔ خرابی جگر اور دائمی قبض کے لئے نہایت مجرب اور فوری اثر سفوف جو کہ اپنی افادیت کے لاکھوں سرٹیفکیٹ حاصل کر چکا ہے سرتاج الاطباء حکیم نذیر احمد قریشی سند یافتہ طبیہ کالج ماہر امراض معدہ دامعا نے رفاہ عام کے لئے تیار کر دیا۔ ربوہ کے ہر چھوٹے بڑے دکاندار سے خریدیں قیمت فی پیکٹ ۲ آنے فی شیشی سوا روپیہ علاوہ محصولڈاک تیار کردہ نصرت کیمیکل ورکس دار النصر ربوہ

تار کا پتہ:۔ دواخانہ ھاضمون ربوہ

درخواست دعا

برادرم محمد یوسف صاحب چک نمبر ۹۳ ٹی۔ ڈی۔ اے ضلع مظفر گڑھ کی اہلیہ صاحبہ ایک عرصے سے بیمار چلی آرہی ہیں جس سے ہم سب پریشان ہیں۔

جملہ احباب جماعت و بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عاجلہ سے نوازے۔ آمین۔

(خاکسار غلام رسول کارکن الفضل ربوہ)

تعمیر لنگرخانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سلسلہ میں ضروری اعلان

(محترم صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب افسر لنگر خانہ ربوہ)

عہدہ داران مال جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نئی عمارت کے دفتر سٹور کچن کمرہ جات طعام برائے مہمانان و کمرہ جات رہائش برائے مہمانان تعمیر ہو چکے ہیں لیکن اِس عمارت پر جو خرچ ہوا ہے اس کا ایک بڑا حصہ قرض لے کر یہ عمارت مکمل کروائی گئی ہے۔ فیملی کوارٹرز کی تکمیل بھی بوجہ روپیہ نہ ہونے کے رُک گئی ہے۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ امراء اضلاع پریذیڈنٹ و سیکرٹریان مال جماعت ہائے احمدیہ کی خدمت میں التماس ہے کہ اپنی اپنی جماعت کے دوستوں میں تحریک کریں کہ وہ حسب توفیق اس یادگاری اور مبارک ادارہ کی تکمیل کے لئے رقم ادا فرمادیں اس طرح سے جو رقم وصول ہو وہ جماعت کے سیکرٹری صاحب مال کے ذریعہ افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی خدمت میں مد "تعمیر لنگر" ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

مرزا انور احمد
افسر لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ ربوہ۔ پاکستان۔

شاہ ظاہر شاہ سے صدر ایوب کے انتہائی اہم مذاکرات

کابل ۳ر جنوری۔ صدر محمد ایوب خان اور افغانستان کے شاہ ظاہر شاہ کے درمیان کل دونوں ملکوں کے باہمی معاملات پاک بھارت جنگ کے اسباب اور دیگر اہم امور پر بات چیت ہوئی۔ ریڈیو پاکستان کے نمائندے نے بتایا ہے کہ بات چیت انتہائی دوستانہ ماحول میں ہوئی۔ صدر ایوب نے شاہ ظاہر شاہ کو پاکستان پر بھارتی حملے کے پس منظر اور تفصیلات سے آگاہ کیا اور بتایا کہ پاکستانی عوام اور فوجوں نے کس طرح بھارت کا مقابلہ کیا۔ مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کا جو قتل عام کیا جا رہا ہے صدر ایوب نے شاہ افغانستان کو اس سے بھی آگاہ کیا۔ شاہ ظاہر شاہ اور صدر ایوب کی بات چیت سے قبل افغانستان کے وزیر اعظم نے قصر چہل ستون میں صدر ایوب سے ملاقات کی۔

درخواست دعا

(محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ)

خاکسار کی بیوی محمودہ بیگم کی طبیعت ابھی تک خراب چلی آرہی ہے گو پانچ ہفتہ سے پتہ کی شدید درد کا دورہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہیں ہوا مگر پتہ کی جگہ پر بوجھ اور کمر میں درد رہتی ہے اس عرصہ میں کمزوری بھی اسی طرح قائم ہے وزن بہت کم ہو گیا ہے یہ سب باتیں قابل فکر ہیں۔ لہٰذا خاکسار صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تمام مخلصین جماعت کی خدمت میں عاجزانہ درخواست دعا کرتا ہے۔ رمضان المبارک کے بہت بابرکت ایام ہیں اور یہ دن خاص قبولیت دعا کے دن ہیں دوست خصوصیت سے دعائیں فرمائیں کہ ہمارا شافی خدا محمودہ بیگم کو اپنے خاص فضل سے کامل و عاجل شفا عطا فرمائے اور صحت والی نیک اور لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔ آمین۔

خاکسار دوستوں کی دعاؤں کا بہت محتاج ہے اللہ تعالیٰ نیا سال میرے لئے اور میرے اہل و عیال کے لئے بہت ہی خیر و برکت والا بنائے۔ آمین ثم آمین۔

والسلام خاکسار
(محتاج دعا عاجز مرزا منور احمد)

اراکین مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ برائے سنہ ۱۹۶۶ء

صدر محترم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل اصحاب کو مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ برائے ۱۹۶۶ء کارکن مقرر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحیح معنوں میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے آمین مجالس انصار اللہ تعاون فرمائیں۔

اراکین خصوصی:۔

۱۔ محترم صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب
۲۔ محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب
۳۔ محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب

دیگر اراکین

۱۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب	نائب صدر
۲۔ خاکسار شیخ محبوب عالم خالد ایم اے	قائد عمومی
۳۔ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس	قائد تعلیم
۴۔ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب	قائد تربیت
۵۔ محترم چوہدری ظہور احمد صاحب	قائد مال
۶۔ محترم شیخ مبارک احمد صاحب	قائد اصلاح و ارشاد
۷۔ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب	قائد ایثار
۸۔ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب	قائد ذہانت و صحت جسمانی
۹۔ محترم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب	قائد تجنید
۱۰۔ محترم مسعود احمد صاحب دہلوی	قائد اشاعت
۱۱۔ محترم محمد ابراہیم صاحب ناصر	قائد وقف جدید
۱۲۔ محترم صوفی غلام محمد صاحب	آڈیٹر۔

خاکسار محبوب عالم خالد
قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ

امراء و صدران جماعت ہائے احمدیہ سے گزارش

ہر سال اس دفتر کی طرف سے فہرست وصولی چندہ تحریک جدید الفضل میں مکمل طور پر شائع کروانے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن بعض رقمیں مرکز میں بلا تفصیل موصول ہوتی ہیں ان میں جن دوستوں کے نام مد غم ہوں وہ اشاعت سے رہ جاتے ہیں اور اس طرح ایسے دوستوں کو شکایت کا موقع ملتا ہے لہٰذا ہر جماعت کے امیر یا صدر صاحب سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنی جماعت کے سیکرٹری تحریک جدید یا سیکرٹری مال کو ہدایت فرمائیں کہ ۲۹ رمضان تک جو دوست مقامی طور پر اپنا چندہ تحریک جدید سو فیصدی ادا فرمادیں وہ ان کی مکمل فہرست دفتر ہذا کو مہیا فرمادیں۔ امسال دفتر ہذا کی طرف سے از خود ایسی فہرست شائع کرنے کا اہتمام نہیں کیا جائے گا

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

وزیر اعظم کوسیجن تاشقند پہنچ گئے

ماسکو ۳ر جنوری۔ روس کے وزیر اعظم الیکسی کوسیجن صدر ایوب اور وزیر اعظم شاستری کی بات چیت میں حصہ لینے کے لئے کل اپنے مشیروں کے ساتھ تاشقند پہنچ گئے۔ تنازعہ کشمیر اور پاکستان اور بھارت کے دوسرے تنازعات کے تصفیہ کے لئے صدر ایوب اور وزیر اعظم شاستری بھی آج تاشقند پہنچ رہے ہیں۔